www.KitaboSunnat.com

قاری محمد ابراہیم میر محمدی ☆
مترجم: حافظ محمد زبیر ☆☆

قراءاتِ قرآنیہ کا مقام اور مستشرقین کے شبہات کا جائزہ

زیر نظر مضمون استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کے نگارشاتِ علمی پر مشتمل عربی تصنیف ''مکانة القراء ات عند المسلمین ونظریة المستشرقین والملحدین حولها'' کا اردو ترجمہ ہے، جو قبل ازیں فضلائے جامعہ کے مجلّہ ماہنامہ 'الاحیاء' کے اپریل تا جون ۲۰۰۸ء کے شماروں میں قاری صاحب حفظہ اللہ کے تلمیذ رشید حافظ محمد زبیر حفظہ اللہ کے قلم سے شائع ہو چکا ہے، لیکن موضوع کی اہمیت وافادیت اور قاری صاحب جیسی فاضل شخصیت کے حوالے سے ترجمہ میں مزید بہتری اور سلاست پیدا کرتے ہوئے اس مضمون کو ازسرنو رشد قراءات نمبر میں شائع کیا جا رہا ہے۔

حضرت قاری صاحب حفظہ اللہ کلّیة القرآن الکریم، کے بانی ومؤسس ہیں، جن کے اخلاص اور محنتِ شاقہ کے نتیجہ میں جامعہ لاہور الاسلامیہ تجوید وقراءات کے فروغ میں آج انتہائی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ آنجناب مسجد نبوی کے جوار میں عرصہ بارہ سال کے لگ بھگ کلّیة القرآن الکریم، مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم رہے اور وہیں سے قراءاتِ قرآنیہ میں ایم۔فل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں رئیس الجامعہ حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کی خواہش پر لبیک کہتے ہوئے جامعہ ہذا میں تشریف لائے۔ محترم قاری صاحب حفظہ اللہ کی زندگی ایک جہدِ مسلسل سے عبارت ہے۔ آپ ۱۹۹۲ء میں کلّیة القرآن کے افتتاح کے بعد سے مسلسل درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہیں۔

جامعہ ہذا میں کلّیة القرآن کے کامیاب قیام اور سینکڑوں تلامذہ تیار کرنے کے بعد مزید اعلیٰ مقاصد کی غرض سے عرصہ تین سال قبل ۲۰۰۵ء میں قاری صاحب حفظہ اللہ نے پھولنگر، قصور میں ایک نئے ادارے کی داغ بیل ڈالی۔ اِدارہ کلّیة القرآن اور اس کے سینکڑوں فضلاء کی تمام تر عملی جدوجہد حقیقی معنوں میں شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی مرہونِ منت ہے۔ نئے ادارے کی کامیابی کی غرض سے مادرِ ادارہ کلّیة القرآن سے تشریف لے جانے کے باوجود ذہنی طور پر آج بھی حضرت قاری صاحب حفظہ اللہ کے تمامتر اعلیٰ جذبات وخواہشات اَصل ادارے کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب حفظہ اللہ کے علم وعمل اور زندگی میں برکت فرمائے کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق اپنے مشن کو ہر دم پھلتا پھولتا دیکھیں۔ آمین [ادارہ]

☆ پرنسپل کلّیة القرآن الکریم، مرکز البدر بونگہ بلوچاں، بھائی پھیرو
☆☆ فاضل کلیة الشریعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے جو صحیح، قطعی اور متواتر اَحادیث سے ثابت ہے۔ قراء نے قرآن کی قراءات اس کے حروف کی روایات اور اس کے مختلف لہجات کو اپنے اَساتذہ سے براہ راست سماع کے ذریعے حاصل کیا۔ یہاں تک کہ ان کی اسناد درجہ بدرجہ اللہ کے رسول ﷺ تک جا پہنچتی ہیں۔ قرآن کی یہ معروف اور صحیح قراءات تواترِ حقیقی سے ثابت ہیں اور یہ تواتر ایسا ہے جو اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکا۔ قراء نے ان قراءات کو کلام کی تمام باریکیوں اور پختگی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

یہ بات مسلمانوں کے علم میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس قرآن کو معروف قراءات کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں ان قراءات کے ساتھ قرآن کی تعلیم بھی دی۔ یہ قراءات صحیح اور متواتر اسانید سے ثابت ہیں[1] اور یہ بات اتنی معروف ہے کہ جو شخص علومِ قرآن اور قراءات سے ذرا بھی شغف رکھتا ہے وہ اسے بخوبی جانتا ہے۔

قرآن مجید اور ان کی قراءات کے بارے میں مستشرقین کا نقطۂ نظر

مستشرقین کا خیال ہے کہ تمام علمائے اسلام اور قراء جھوٹے اور افترا پرداز ہیں، جنہوں نے رسم عثمانی سے ہر وہ قراءت نکال لی، جس کا اس کے رسم سے نکلنے کا احتمال تھا۔

ان مستشرقین کا اوّل مقصود یہ ہے کہ وہ کسی طرح اللہ کی محفوظ کتاب قرآن مجید کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کریں اور اللہ کے اس وعدے کو جھوٹا ثابت کریں جو کہ اس نے قرآن مجید کی حفاظت کے حوالے سے اپنے ذمہ لیا ہے اور قرآن کی آیت مبارکہ ''باطل اس قرآن کے نہ آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے'' کو جھٹلائیں۔ نیز وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ جیسے ان کی کتابوں کے بارے میں ان پر مسلمانوں کی طرف سے یہ تہمت لگائی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کو تبدیل کردیا ہے وہ یہی الزام مسلمانوں پر بھی ان کی کتابوں کے بارے میں لگائیں۔[2]

یہ بات عام وخاص سب پر عیاں ہے کہ قرآن ہم تک قطعی الثبوت تواتر کے ذریعے نقل کیا گیا ہے، جو مصاحف میں بھی لکھا ہوا ہے۔[3] اسی طرح قرآن کی متواتر قراءات بھی اس رسم کے مطابق ہم تک قطعی الثبوت تواتر کے ذریعے منقول ہیں یا بعض قراءات ایسی بھی ہیں کہ جو اگرچہ متواتر تو نہیں ہیں، لیکن صحیح سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول ہیں اور قراء کے مابین معروف ومشہور ہیں۔ ایسی قراءات بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں کہ جن میں تواتر کی شرط پوری نہ ہو رہی ہو، یہ قراءات بھی براہ راست سماعت سے ہم تک پہنچی ہیں اور ان کی ادائیگی کے مختلف طریقے اور تلفظ کی وضاحت بھی براہ راست سماعت سے منقول ہے۔[4]

اُمت مسلمہ اور مستشرقین کے درمیان اصل اختلاف

مستشرقین کا کہنا یہ ہے کہ رسم پہلے ہے اور اس رسم میں بہت سی قراءات کا احتمال تھا۔ مسلمان قراء نے اپنی خواہش اور استطاعت کے مطابق اس رسم سے قراءات نکال لیں۔ جبکہ اُمت مسلمہ کے نزدیک قراءات اصل ہیں پھر ان قراءات کی ادائیگی کے لئے رسم بنایا گیا تاکہ تمام قراءات اس رسم میں سما جائیں اور کوئی بھی قراءت باقی نہ رہے۔ مستشرقین کا گمان یہ ہے کہ جس قرآن کو حضرت جبریل علیہ السلام آپ ﷺ پر لے کر نازل ہوتے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ہی حرکت اور ایک ہی لفظ کی صورت میں ہو۔ مستشرقین کا خیال یہ ہے کہ شروع شروع میں رسم عثمانی میں نقطے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرکات نہیں تھیں۔ لہٰذا ہر قاری نے اپنی خواہش اور مرضی سے رسم عثمانی پر حرکات اور نقطے لگا لئے جو کہ بعد میں قراءات بن گئیں۔⑤

مستشرقین کی اس رائے سے صرف ایک ہی مطلب نکلتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں یعنی صحابہ، تابعین اور ان کے بعد کے زمانے کے لوگوں نے یہ قراءات گھڑلی ہیں اور رسم میں جن قراءات کا احتمال تھا مسلمانوں نے انہیں قرآن کا نام دے کر اپنے رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور تمام کے تمام مسلمان اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں کہ یہ قراءات آپ ﷺ سے ثابت ہیں اور انہوں نے یہ قراءات درجہ بدرجہ نسل درنسل آپ ﷺ سے حاصل کی ہیں۔ جب کہ مسلمانوں کے نزدیک یہ قراءات اصل ہیں اور رسم عثمانی اس کے تابع ہے اور وہ ان قراءات کے لئے بنایا گیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ بات قطعی الثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو مختلف قراءات کے ساتھ قرآن کی ادائیگی اور اس کے تلفظ کی تعلیم دی اور پڑھ کر بھی سنایا۔ مزید یہ کہ تمام قراءات حق ہیں اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اور یہ کہ تمام قراءات لغتِ عرب اور قبائلی لہجات کے مطابق ہیں۔

قرآن کو مختلف قراءات میں نازل کرنے کا مقصد اس کی حفاظت کو یقینی بنانا اور اُمت کے لئے اس کو یاد کرنے میں آسانی پیدا کرنا تھا۔ صحابہ نے ان قراءات کو اللہ کے رسول ﷺ سے سنا اور آپ کو بالمشافہ پڑھ کر سنائیں اور اپنے سینوں میں محفوظ کیا۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے حکم سے جو کچھ آپ ﷺ سے سنا تھا اس کو لکھا۔ آپ ﷺ نے یہ قراءات سکھانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ قرآن مجید ان حروف پر نازل کیا گیا ہے پس جو حرف تمہیں آسان لگے اس کے مطابق پڑھ لو۔ پس صحابہ نے جیسے آپ ﷺ سے قرآن اور اس کی قراءات سنی تھیں ویسے ہی ان کو آگے ادا کرتے ہوئے تابعین کو سنا دیا۔ جیسے انہوں نے ادائیگی اور تلاوت کی مختلف وجوہات سے قرآن پڑھا تھا اسے بغیر کسی کمی بیشی کے آگے پہنچا دیا۔ جیسے صحابہ نے قرآن اور اس کی قراءات کو آپ ﷺ سے سنا تھا یا زبانی یاد کیا تھا اس کو انہوں نے رسم عثمانی میں جمع کرنے کی کوشش کی۔ صحابہ کی یہ جماعت وحی کی امین تھی۔ پھر ان کے بعد آنے والے ثقہ، امانت دار راویوں نے ان سے قرآن اور ان قراءات کو واضح اور قطعی تواتر کے ساتھ نقل کیا۔

پس مستشرقین کا یہ کہنا کہ رسم پہلے ہے اور قراءات اس کے تابع ہیں؛ اک گمانِ باطل ہے، جس کی (انکے پاس) کوئی دلیل نہیں، جبکہ مسلمانوں کے نزدیک قراءات پہلے اور رسم ان قراءات کے تابع ہے، یہ اصول تاریخی حقائق سے زیادہ حقیقی اور یقینی طور پر ثابت ہے۔

مسلمانوں کا آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک وہی قول رہا ہے کہ رسم قراءات کے تابع ہے، کیونکہ اس کے ماسوا کوئی قول عقلاً بھی درست نہیں ہے اور نقلی دلائل بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ اسی قول کو درست قرار دیا جائے۔ مسلمان اہل علم، مستشرقین کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر علماء وائمہ قراءات کے متعلق زیادہ واقفیت رکھتے ہیں کہ جنہوں نے ان تک علم دین اور قرآن کو نقل کیا ہے۔ لہٰذا وہ ان کے بارے میں جھوٹ اور افتراء پردازی کا برا گمان نہیں کر سکتے۔

قراءات کی کتنی ہی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب (مخطوطات) اور ان کے مطابق قرآن کو پڑھنے والے بے شمار قراء دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اسنادِ قراءات کو ثقہ راویوں کے واسطے سے اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچاتا ہے⑥ اور یہ قراء اپنی صداقت، امانت اور تقویٰ میں اتنے معروف ہیں کہ ان پر کوئی طعن یا الزام نہیں لگایا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا۔

پس مستشرقین یا ان سے متعلقین کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان واضح اور روشن حقائق کے بعد بھی وہ قراءاتِ قرآنیہ کے بارے میں شکوک وشبہات کے سائے میں رہیں اور اگر ان حقائق کے بعد بھی کوئی شکوک وشبہات کا شکار رہا تو وہ جاہل اور منہ کے بل اوندھا چلنے والا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''پس وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنے کی تلاش اور ان کی حقیقت جاننے کے لئے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں'' اگر مستشرقین کے چیلوں کو جو اس چیز سے اعراض کرتے ہیں جس کو وہ جانتے تک نہیں ہیں اور اس چیز میں فضول بحث کرتے ہیں جو ان کی سمجھ سے بالاتر ہے، عقل آجائے تو یہ جان لیں گے کہ مستشرقین کی اس رائے کا کوئی نتیجہ یا مقصد نہیں ہے۔ عقل ومنطق تو اس بات کی متقاضی ہے کہ قرآن جس طرح آپ ﷺ پر نازل ہوا، اسی طرح یہ مسلمانوں سے قراءات کی مختلف وجوہات کے ساتھ آگے منتقل ہوا۔

گولڈ زیہر یہودی کا یہ کہنا بھی خلافِ عقل ہے کہ ''قرآن کے لئے لازم ہے کہ وہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی جیسی حرکات پر مشتمل ہو''۔ اور اس کا کہنا کہ ''قرآن کے پڑھنے کا ایک انداز بعد کے زمانوں میں غیر معین اور غیر معروف پڑھنے کے مختلف اندازوں میں تبدیل ہو گیا۔'' مزید یہ کہ

''قرآن ان وجوہاتِ قراءات پر نازل نہ ہوا تھا۔ مسلمانوں نے رسم کے مطابق قراءات اپنی مرضی سے ایجاد کر لیں اور یہ قراءات اللہ کے رسول پر نازل نہیں کی گئیں اور نہ ہیظ

گویا مستشرقین اور ان کے متبعین کے نظریہ کے مطابق یہ تمام کی تمام قراءات قرآن کے ساتھ نازل نہیں ہوئیں، بلکہ قرآن ایک ہی قراءت پر نازل ہوا تھا جو کہ غیر معین تھی جسے نہ مسلمان جانتے ہیں اور نہ مستشرقین۔

اللہ کی پناہ کہ معاملہ ایسا ہی ہو جیسا کہ مستشرقین کا کہنا ہے۔ ہم اللہ کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے، کیونکہ وہ اس سے پاک ہے اور یہ اس پر بہت بڑا بہتان ہے۔

اہل اسلام کے علم میں ہونا چاہئے کہ خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف مختلف شہروں کی طرف بھیجے تھے، وہ چھ تھے۔

مصحف امام: یہ وہ مصحف ہے جسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور اسے ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

مصحف مدنی: یہ وہ مصحف ہے جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے لئے تیار کر دیا تھا اور اس کو حضرت نافع رحمہ اللہ نے نقل کرتے ہیں۔

مصحف مکی: یہ مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کے لئے تیار کروایا تھا۔ اس مصحف اور پہلے دو مصاحف کو مصاحف حجازیہ یا حرمیہ بھی کہتے ہیں۔

مصحف شامی: اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے لئے تیار کروایا تھا۔

مصحف کوفی: اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے لئے تیار کروایا تھا۔

مصحف بصری: اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے لئے تیار کروایا تھا۔

اور مصاحف اہل عراق سے مراد آخری دو مصاحف ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصاحف میں قرآن کی کتابت کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ اہل حمص، اہل دمشق، اہل کوفہ اور اہل بصرہ میں سے ہر ایک اپنی قراءت کو دوسرے کی قراءت سے بہتر قرار دیتے ہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۱۲ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور انہیں خبر دی تو انہوں نے اسے بہت بڑا فتنہ سمجھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردوں تا کہ تفرقہ باقی نہ رہے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: کیا ہی خوب رائے ہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت ابی بکر میں جمع شدہ مصحف منگوایا جو کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ کو مصاحف کی کتابت کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو عرضہ اَخیرہ کے مطابق لکھا؛ یعنی آخری بار جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی وفات والے سال قرآن سنایا تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مصحف مکہ، مدینہ، کوفہ اور بصرہ بھیجا۔ ایک مدینہ میں روک لیا اور ایک مصحف اپنے پاس رکھ لیا، جسے انہوں نے مصحف امام کا نام دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تمام مصاحف کے ساتھ ایک ایک قاری بھی بھیجا، جو اس شہر والوں کو اس مصحف کے رسم کے مطابق صحیح اور متواتر قراءات کی تعلیم دے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اہل مدینہ کو مدنی مصحف کے مطابق قرآن پڑھائیں۔ عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے مکہ بھیجا گیا۔ مغیرہ بن ابی شہاب کو شام، ابوعبدالرحمٰن السلمی کو کوفہ اور حضرت عامر کو بصرہ روانہ کیا گیا۔

ان شہروں میں اس وقت تابعین میں سے حفاظِ قرآن کریم کا ایک جم غفیر تھا۔ ہر شہر کے لوگوں نے اپنے شہر کے تیار کردہ مصحف کے مطابق مذکورہ بالا قراء سے قرآن پڑھا اور اپنے شہر کے مصحف کی تمام قراءات کو صحابہ سے نقل کیا، وہ قراءات جو صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیں تھیں۔

یہ بات اہم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کے لکھنے اور ان کو مختلف اسلامی شہروں کی طرف بھیجنے کی جو مہم چلائی تھی اس کا مقصد قرآن کی ایک نص پر لوگوں کو اکٹھا کرنا نہیں تھا بلکہ اس سے مطلوب صرف یہ تھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت متواتر قراءات کو جمع کر دیا جائے اور جو قراءات شروع میں امت کی آسانی کے لئے نازل کی گئی بعد میں عرضہ اَخیرہ میں منسوخ ہوگئی تھیں اور اکثر لوگوں کو ان کے نسخ کا علم نہ تھا، کا سدِ باب کیا جائے، جو ان کو برابر پڑھتے چلے آرہے تھے۔ مصاحف عثمانیہ کو حرکات اور نقاط سے خالی اس لئے رکھا گیا، کیونکہ مصاحف کا حرکات اور نقاط سے خالی ہونا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں اس لحاظ سے مفید تھا کہ وہ ان لوگوں کو منسوخ اور شاذ کی بجائے متواتر قراءات پر جمع کرسکیں۔

قاضی ابوبکر بن ابی طیب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقصد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح دو تختیوں کے درمیان قرآن کو جمع کرنا نہیں تھا، بلکہ ان کا اصل مطلوب قراءات ثابتہ متواترہ پر لوگوں کو اکٹھا کرنا اور ان کو ان کے ماسواء قراءات سے جدا کرنا تھا۔

حافظ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی جماعت نے کچھ حروف اور باطل قراءات جو غیر معروف اور غیر ثابت تھیں کو الگ کر دیا۔ یہ قراءات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقلِ احادیث کے طریقے سے روایت کی گئیں تھیں، جبکہ اس طرح نقل شدہ قراءات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے قرآن ثابت نہیں ہوتا۔''

حافظ ابو عمرو الدانی رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح دو تختیوں میں قرآن جمع کرنے کا ارادہ نہ کیا، بلکہ انہوں نے تو صحابہ کو آپ ﷺ سے ثابت معروف قراءات پر جمع کیا تھا اور ان کے علاوہ دیگر قراءات کو الگ کر دیا، لیکن آپ سے مروی اور ثابت کوئی بھی صحیح قراءت ان سے ضائع نہ ہوئی۔ جو کچھ اوپر ہم نے بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جن مصاحف کی کتابت کا حکم دیا تھا ان میں بہت سے مقامات پر رسم کا اختلاف تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کی ایک نص پر لوگوں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہوتا، تو تمام مصاحف کو ایک ہی صورت میں لکھا جاتا اور ان میں کسی قسم کا بھی اختلاف نہ ہوتا، لیکن مصاحف عثمانیہ کی مختلف صورتوں اور متعدد کیفیات میں کتابت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک نص کے حصول کا ارادہ نہ کیا تھا بلکہ ان کا اصل مقصود لوگوں کو غیر متواتر قراءات کے بالمقابل متواتر قراءات پر جمع کرنا تھا۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب کسی کو بھی پروپیگنڈا کرنے والوں کی یہ بات پریشان نہ کرے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں قراءات کے اختلافات محسوس کئے تو ان کو ایک ایک مصحف پر جمع کر دیا اور وہ مصحف وہی ہے جو بلادِ مشرق میں پایا جاتا ہے (جیسا کہ بعض متجددین کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ بلادِ مشرق، مشرق میں موجود مسلمان ممالک کو کہتے ہیں اور مسلمانوں کا بلادِ مغرب پانچ ممالک پر مشتمل ہے۔ تیونس، الجزائر، مراکش، لیبیا اور موریطانیہ)

ان لوگوں کا یہ قول سلف وخلف میں سے کسی ایک کا بھی نہیں ہے اور اس قول کے قائلین کے پاس دلیل تو کجا اس سے مشابہ عقل ونقل کی بھی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جس کو وہ اس قول کی بنیاد بنا سکیں، بلکہ یہ من گھڑت باتوں کی طرح ایک بات ہے اور ایسے لوگوں کا قول ہے، جو قرآن، علوم قرآن اور قراءاتِ قرآنیہ سے بالکل جاہل ہیں۔

یہاں ہم بعض ایسے مقامات ذکر کریں گے، جہاں اہل حجاز، عراق اور شام کے مصاحف میں اختلاف ہے۔

سورة البقرة

① شامی مصاحف میں ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَٰنَهُ...﴾ [البقرۃ:۱۱۶] والی آیت میں (قَالُوا) بغیر واؤ کے ہے۔ ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اسی رسم کے مطابق ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں (وَ قَالُوا) واؤ کے ساتھ ہے اور باقی سبعہ قراء کی قراءت اسی رسم کے مطابق ہے۔ ابن عاشر الاندلسی رحمہ اللہ نے 'الاعلان'[7] میں لکھا ہے کہ شامی مصاحف ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ﴾ میں واؤ کو حذف کیا گیا ہے۔ امام شاطبی رحمہ اللہ نے شاطبیہ[8] میں لکھا ہے کہ ﴿عَلِيمٌ وَقَالُوا﴾ میں پہلی واؤ کو ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے گرا دیا ہے۔

② ﴿وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ [البقرۃ:۱۳۲] والی آیت (واوصی) کے الفاظ کے ساتھ اہل مدینہ اور شام کے مصاحف میں ہے اور ابو عبید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ (واوصی) یعنی دو واؤں کے درمیان ہمزۃ کے ساتھ میں نے اسے مصحف الامام میں دیکھا ہے۔

یہ امام نافع رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت کے مطابق ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں (ووصی) بغیر ہمزہ کے ہے اور باقی قراء کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

'الاعلان' میں ہے کہ (اوصی مدنی اور شامی مصاحف کے لئے ہے۔شاطبیة میں ہے کہ ابن عامر شامی رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ کے لئے (وصی) کی جگہ (أوصی) ہے۔

سورۃ آل عمران

① ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ﴾[آل عمران:۱۳۳] اہل مکہ اور عراق کے مصاحف میں یہ آیت (وسارعوا) کے الفاظ کے ساتھ ہے: یعنی سین سے پہلے واؤ ہے۔ابن کثیر مکی، ابوعمرو بصری، عاصم، حمزہ اور کسائی رحمہم اللہ کی قراءت اس کے مطابق ہے، جب کہ اہل مدینہ اور شام کے مصاحف میں (سارعوا) واؤ کے بغیر ہے اور اسی پر امام نافع رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت ہے۔

'الاعلان' میں ہے: مکی اور عراقی مصحف میں (سارعوا) واؤ کے ساتھ ہے۔

'شاطبیہ' میں ہے: (سارعوا) سے قبل واؤ ابن عامر شامی رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ کے لئے نہ پڑھو۔

② ﴿جَآءُوا بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ﴾ [آل عمران:۱۸۴] آیت میں اہل شام کے مصاحف میں (وبالزبر و بالکتاب) کے الفاظ کے ساتھ ہے یعنی باء دونوں کلمات میں ہے۔

ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اسی رسم کے مطابق ہے، جب کہ باقی مصاحف میں دونوں جگہ باء نہیں ہے۔اور باقی قراء کی قراءت بھی اسی کے مطابق ہے۔

'الاعلان' میں ہے (بالزبر) میں باء شامی مصحف کے لئے نقل ہوئی ہے۔اسی طرح (بالکتاب) میں بھی باء شامی مصحف کے لئے ہے اور دونوں جگہ مصحف شامی نے باقی مصاحف کی مخالفت کی ہے۔

'شاطبیہ' میں ہے: (وبالزبر) کے ساتھ ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے پڑھا ہے اور اسی طرح شامی مصاحف کا رسم ہے اور (بالکتاب) کے ساتھ ہشام رحمہ اللہ نے پڑھا ہے۔

سورۃ النساء

﴿مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ﴾ [النساء:۸۶] یہ آیت اہل شام کے مصاحف میں (الا قلیلا) یعنی نصب کے ساتھ ہے۔اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی اس کے مطابق ہے۔جبکہ باقی مصاحف میں (الا قلیل) مرفوع ہے اور باقی سبعہ قراءت اس رسم الخط کے مطابق ہے۔

'الاعلان' میں ہے کہ شامی مصحف، باقی مصاحف کے بالمقابل (قلیلا) کو نصب دیتا ہے۔

'شاطبیة' میں ہے (قلیل منهم) کی رفع، ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے لئے نصب سے ہے۔

سورۃ المائدہ

① ﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ [المائدۃ:۵۳] آیت مبارکہ اہل مدینہ، مکہ اور شام کے مصاحف میں (یقول) کے لفظ یعنی یاء سے ماقبل واؤ کے بغیر ہے۔امام نافع، ابن کثیر، ابن عامر رحمہم اللہ کی قراءت اسی کے مطابق ہے، جبکہ اہل کوفہ اور بصرہ کے مصاحف میں (ویقول) واؤ کے ساتھ ہے اور ابوعمرو بصری، عاصم، حمزۃ اور کسائی رحمہم اللہ کی قراءت اس کے مطابق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

'الاعلان' میں ہے کہ عراقی مصاحف کے لئے (یقول) کی واؤ زیادہ ہے۔
'شاطبیہ' میں ہے: (یقول) سے پہلے واؤ ابوعمرو بصری، عاصم، حمزۃ اور کسائی رحمہم اللہ کے لئے زیادہ پڑھو اور (یقول) کے لام کو ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے علاوہ کے لئے رفع سے پڑھو۔

④ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ﴾ [المائدۃ:۵۴] یہ آیت مبارکہ اہل مدینہ اور شامی مصاحف میں (یرتدد) کے الفاظ یعنی دو دالوں کے ساتھ ہے۔ امام نافع رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اسی کے مطابق ہے، جبکہ باقی تمام مصاحف میں (یرتد) ایک دال کے ساتھ ہے اور باقی سبعہ قراء کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے: مدنی اور شامی مصاحف میں (یرتدد) کا رسم ہے۔
'شاطبیہ' میں ہے: (من یرتدد) ابن عامر شامی رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ کے لئے عام ہوا ہے، جبکہ باقی قراء کے لئے یہ ادغام اور دال کی حرکت کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

سورة الأنعام

﴿وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ﴾ [الانعام:۳۲] یہ آیت مبارکہ اہل شام کے مصاحف میں (ولدار) یعنی ایک لام کے ساتھ ہے۔ ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت بھی یہی ہے، جبکہ باقی مصاحف میں (وللدار) دو لاموں کے ساتھ ہے اور باقی سبعہ قراء کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے کہ (ولدار) شامی مصحف کے لئے ایک لام کے ساتھ ہے۔
'شاطبیہ' میں ہے: (وللدار) میں ابن عامر رحمہ اللہ نے دہرے لام کو حذف کیا ہے اور (الآخرة) میں ابن عامر شامی رحمہ اللہ نے مرفوع، کو مجرور پڑھا ہے۔

سورة الأعراف

① ﴿قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ [الاعراف:۳] آیت مبارکہ میں اہل شام کے مصاحف میں (یتذکرون) ہے: یعنی یاء اور تاء کے ساتھ۔ ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت یہی ہے، جبکہ باقی مصاحف میں (تذکرون) یعنی تاء کے ساتھ ہے۔ باقی سبعہ قراء کی قراءت اس کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے: (تذکرون) سے پہلے شامی مصحف میں یاء مقدم کی گئی ہے۔
'شاطبیہ' میں ہے: (تذکرون) میں ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے لئے تاء سے پہلے غیب یعنی یاء کا اضافہ کرو اور ابن عامر شامی، حفص، حمزۃ اور کسائی رحمہم اللہ کے لئے ذال کو تخفیف کے ساتھ پڑھو۔

② ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ﴾ [الاعراف:۴۳] یہ آیت مبارکہ اہل شام کے مصاحف میں (ماکنا) کے الفاظ یعنی 'ما' سے قبل بغیر واؤ کے ہے ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اسی کے مطابق ہے، جبکہ باقی مصاحف میں (وماکنا) واؤ کے ساتھ ہے۔ باقی سبعہ قراء کی قراءت بھی اس کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے (وماکنا) کی واؤ شامی مصحف کے لئے حذف کی گئی ہے۔
'شاطبیہ' میں ہے: واؤ کو شامی کے لئے چھوڑ دے۔

③ ﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا﴾ [الاعراف:۸۸] یہ آیت مبارکہ اہل شام کے مصحف میں (وقال) قاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے واؤ کے اضافے کے ساتھ ہے ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔جبکہ باقی تمام مصاحف میں (قال) بغیر واؤ کے پہلے اور باقی سبعہ قراء کے ہاں اسی کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے (قَالَ الْمَلَأُ) شامی مصحف میں واو کے اضافے کے ساتھ ہے۔
'شاطبیه' میں ہے (مفسدین) کے بعد واؤ ابن عامر شامی رحمہ اللہ کے لئے زیادہ پڑھو۔

سورة التوبة

① ﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ﴾ [التوبة:۸۹] یہ آیت مبارکہ اہل مکہ کے مصاحف میں (من تحتها) من کے اضافہ کے ساتھ ہے۔ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت اس کے مطابق ہے، جبکہ باقی مصاحف میں (من) نہیں ہے اور باقی سبعہ قراء کی قراءت اسی کے مطابق ہے۔
'الاعلان' میں ہے: سورۃ التوبہ کے آخر میں مکی مصاحف کے لئے (تحتها) کے ساتھ (من) کا بھی اعتبار کریں۔
'شاطبیه' میں ہے۔(ومن تحتها) میں ابن کثیر مکی رحمہ اللہ جر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور (من) کا اضافہ کرتے ہیں۔

② ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا﴾ [التوبة:۱۰۷] یہ آیت مبارکہ مصاحف اہل مدینہ اور شام میں (الذین) کے الفاظ یعنی بغیر واؤ کے ہے۔امام نافع رحمہ اللہ اور ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءت اس کے مطابق ہے۔جبکہ باقی مصاحف میں (والذین) واؤ کے ساتھ ہے اور باقی سبعہ قراء کی قراءت بھی یہی ہے۔
'الاعلان' میں ہے (والذین) مدنی اور شامی مصاحف میں بغیر واؤ کے ہے اچھی طرح سمجھ لو۔
'شاطبیه' میں ہے: (الذین) ابن عامر شامی رحمہ اللہ اور نافع رحمہ اللہ کے لئے بغیر واؤ کے ہے۔

ہم اتنی ہی مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔یہاں ہم نے اہل حجاز، عراق اور شام کے مصاحف کے باہمی اختلافات کے کچھ نمونے آپ کے سامنے رکھے ہیں جبکہ قراءت کی کتب میں بالعموم اور رسم الخط کی کتابوں میں بالخصوص اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

قراءات میں طعن وتشنیع

دشمنانِ اسلام اپنے تمام وسائل کے ساتھ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ وہ مسلمانوں میں قرآن کریم کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کریں اور ان کو باہم آپس میں اختلاف کا شکار کرتے ہوئے لڑا دیں۔دشمنانِ اسلام پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ قرآن کریم ہی دین اسلام کی بنیاد اور صراطِ مستقیم کا سرچشمہ ہے۔لہٰذا قرآن میں شکوک وشبہات پیدا کرنا دراصل دین اسلام کو کمزور کرنا اور مسلمانوں کو اس صراطِ مستقیم سے پھیر دینا ہے، جس میں کسی قسم کی کوئی ٹیڑھ یا کجی نہیں ہے۔قابل افسوس بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا موجود ہے، جو ان دشمنانِ اسلام کی چپڑی باتوں سے متاثر ہے۔(قراءات کے بارے میں اپنے غلط نظریات کو بیان کرتے ہوئے) یہ طبقہ اسلام اور اہل اسلام کو اس کے دشمنوں سے زیادہ اذیت پہنچاتا ہے۔خاص طور پر جرمنی اور یورپ کے مستشرقین کے پروان چڑھنے کے بعد مسلمانوں میں یہ طبقہ قراءات کے خلاف زیادہ سرگرم ہوگیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو کہ 'فکرِ قرآنی' کی ترویج اور نشر واشاعت کے دعویدار ہیں، بے دین، ملحد مستشرقین اور دشمنانِ اسلام سے اپنے افکار مستعار لیتے ہیں۔ یہ حضرات حیران کن اور عجیب وغریب قسم کے ملاوٹ شدہ افکار و آراء پیش کرتے ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں ایک بے دین شخص غلام احمد پرویز ہے، جو قرآن کریم کے حفظ اور تلاوت کا بھی قائل نہیں ہے اور اپنی بات کو اصرار کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ ''تمام علماء سلف وخلف قرآن کی حکمت کو نہ سمجھ سکے کیونکہ انہوں نے قرآن کو دائمی شریعت بنالیا، حالانکہ شریعتیں تو اللہ کے ہاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

اسی طرح بعض متجد دین[9] نے قرآن کی متواتر قراءات کا انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ روایت حفص جو مشرقی ممالک میں رائج ہے، کے علاوہ کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ یہ متجددین اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ روایت حفص ہی قرآن کی واحد اور متواتر قراءت ہے اور باقی قراء حضرات کی من گھڑت قراءات ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے یہ بھی کہا[10] ہے کہ قراء ات سبعة تھوڑی ہوں یا زیادہ، وحی الٰہی نہیں ہیں اور ان کا منکر کافر ہے نہ فاسق اور نہ ہی دین کا ناقد۔

ان کا کہنا ہے قراءات دراصل مختلف قبائل کے لہجات اور ان کے اختلاف کی وجہ سے بنی ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض مخلص علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہی قراءت یعنی روایت حفص کو باقی رکھا تھا اور یہی قرآن کی صحیح قراءت ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی قراءت ایسی نہیں ہے کہ جس پر طعن نہ کیا گیا ہو یا اس پر جرح نہ ہوتی ہو یا اس کے بارے میں کسی طرح سے کوئی بحث مباحثہ نہ ہوا ہو۔ اور یہ بات قابل افسوس ہے (لیکن اگر کسی قراءت پر جرح وطعن کو اس کی قبولیت یا عدم قبولیت کا معیار بنالیں تو) کوئی بھی قراءت ہمارے لئے ثابت نہ ہوگی، چاہے وہ صحت، وثوق اور تواتر کے بلند ترین درجے پر ہی کیوں نہ ہو۔

میں آپ حضرات کے سامنے چند معاصر علماء کے اعداد وشمار بیان کررہا ہوں، جو آپ کے لئے اس بات کو اچھی طرح واضح کردیں گے کہ بغیر کسی استثناء کے تمام قراءات سبعہ میں طعن کیا گیا اور ان کی غلطیاں نکالی گئیں۔ فضیلۃ الشیخ عضیمة اس بات کو بیان کرنے کے لئے ''قراء سبعة اور ان کی قراءات میں نکالی جانے والی غلطیاں'' کے عنوان سے ایک بحث قائم کرتے ہیں، پھر وہ ہر قاری کا ذکر کرتے ہیں اور ان قراءات میں جس قدر غلطیاں نکالی گئی ہیں ان کے اعداد وشمار پیش کرتے ہیں۔ اس اعداد وشمار کا خلاصہ ہم ذیل میں بیان کررہے ہیں۔

1. امام نافع رحمہ اللہ [متوفی ۱۶۹ھ] کی قراءت میں ۱۲ مقامات پر غلطیاں نکالی گئیں ہیں۔
2. امام ابن کثیر رحمہ اللہ [متوفی ۱۲۰ھ] کی قراءت میں ۹ مقامات پر غلطیوں کا دعویٰ کیا گیا ہے۔
3. امام ابوعمرو رحمہ اللہ [متوفی ۱۵۴ھ] کی قراءت میں ۷ مقام پر غلطیاں بیان کی گئی ہیں۔
4. امام ابن عامر رحمہ اللہ [متوفی ۱۱۸ھ] کی قراءت میں ۱۸ مقامات پر غلطیاں نکالی گئی ہیں۔
5. امام عاصم رحمہ اللہ [متوفی ۱۲۷ھ] کی قراءت میں ۷ مقامات پر غلطیاں بیان کی گئی ہیں۔
6. امام حمزۃ رحمہ اللہ [متوفی ۱۵۶ھ] کی قراءت میں ۱۵ مقامات پر غلطیاں بیان ہوئی ہیں۔
7. امام کسائی [متوفی ۱۸۰ھ] کی قراءت میں ۱۱ مقامات پر غلطیوں کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءت سبعہ میں کئے جانے والے طعن کی یہ بعض قسمیں ہیں۔اس کے علاوہ قراءت عشرۃ یا ان اربعۃ عشرۃ یا ان سے بھی زائد قراءت میں جوطعن کیا گیا ہے،اس کا کیا حال ہوگا۔

متواتر قراءات کا انکار زیادہ لوگ کریں یا کم، اس سے قراءات کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حافظ ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کتنی ہی قراءات کا اہل نحو نے انکار کیا ہے،لیکن ان کا انکار معتبر نہیں ہے، کیونکہ سلف صالحین میں جن ائمہ کی اقتداء کی جاتی ہے وہ سب ان قراءات کو قبول کرنے پر متفق ہیں۔''

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی ایک قراءات بھی ایسی نہیں ہے جو مطلق طور پر تسلیم کی گئی ہو اور ہم اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہوں کہ یہ وہ قراءات مقدسہ ہے، جس کو تمام لوگ بغیر کسی استثناء کے تسلیم کرتے ہیں یا اس قراءات کے قبول کرنے میں کوئی طعن، جرح یا کسی قسم کا بحث مباحثہ نہیں ہوا۔

قراءات کا کھلم کھلا انکار کیا دین کے اعتبار سے جائز ہے؟ ہرگز نہیں۔قراءات دین کی ضروریات میں سے ہیں۔ عبدالوھاب بن سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سبعہ قراءات کہ جن کو امام شاطبی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور ان کے علاوہ تین اور، ابوجعفر، یعقوب اور خلف رحمہم اللہ کی قراءات، متواتر قراءات ہیں اور دین کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ گویا جس حرف کو بھی ان دس قراء میں سے کسی ایک نے بھی بیان کیا ہے اس کے بارے، دین میں یہ بات ضروری طور پر معلوم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ ان قراءات سے وہ شخص اعراض کرے گا جو ان کا حامل نہ ہوگا۔ ان قراءات کا تواتر صرف ان قراء تک محدود نہیں ہے کہ جنہوں نے ان روایات کو پڑھا ہے بلکہ ہر مسلمان جو کہ کلمہ شہادت کی گواہی دیتا ہے اس کے نزدیک یہ قراءات متواتر ہیں، اگرچہ وہ شخص کوئی عامی اور جاہل ہی کیوں نہ ہو، اسے قرآن کا ایک حرف بھی زبانی یاد نہ ہو ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کے دین کو اختیار کرے۔ اور اس بات کا یقین کرے کہ جس کا ہم نے ذکر کیا وہ سب قراءات متواتر ہیں اور یقینی طور پر معلوم ہیں۔ ظن اور شکوک وشبہات ان سے کوسوں دور ہیں۔''

ابن عطیہ اندلسی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ

''ہر شہر کے رہنے والوں کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ قراءات سبعہ بلکہ عشرہ ثابت ہیں اور ان کو بالاجماع نماز میں پڑھا جا سکتا ہے۔''

ابن الجزری رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

ہر وہ قراءت جو مطلق طور پر عربی زبان کے موافق ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے رسم سے مطابقت رکھتی ہو، چاہے یہ مطابقت تقدیراً ہی کیوں نہ ہو اور وہ تواتر سے منقول ہو، قراءات متواترہ ہوگی، جو قطعی طور پر ثابت ہے۔''

یہ تین ارکان کہ جن کا ذکر امام ابن الجزری رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ ہمارے زمانے میں ائمہ عشرہ کی قراءات میں جمع ہیں، یہ وہ قراءات ہیں کہ جن کو لوگوں کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ یہ قراءات امام ابوجعفر، نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، یعقوب، ابن عامر، عاصم، حمزۃ، کسائی اور خلف رحمہم اللہ کی ہیں۔ متاخرین نے یہ قراءات متقدمین سے حاصل کی ہیں، یہاں تک کہ نسل درنسل منتقل ہوتے ہوئے یہ قراءات ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں ہر آیت کی قراءت باقی قراءات کی طرح قطعی طور پر ثابت ہے۔ پھر ابن الجزری رحمہ اللہ نے کہا: آج ہم تک جو قراءات، تواتر صحت، اجماع،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اختلافی، اور تلقی و تلقی بالقبول کی خصوصیات کے ساتھ پہنچی ہیں، وہ قراء عشرۃ کی قراءات ہیں۔ ان قراء کے راوی معروف و مشہور ہیں۔ یہ قراءات علماء کے اقوال میں بھی ملتی ہیں اور انہی قراءات پر آج لوگ شام، عراق، مصر اور حجاز میں متفق ہیں۔

پھر ابن الجزری رحمہ اللہ نے جمہور ائمہ اسلام مثلاً امام بغوی، امام ابوالعلاء الھمدانی، حافظ ابن الصلاح، امام ابن تیمیہ، امام سبکی رحمہم اللہ اور ان کے والد قاضی القضاۃ وغیرہ سے قراءات عشرۃ کے تواتر کو نقل کیا ہے۔

علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ قراءات عشرۃ متواتر ہیں، تو یہ جاننا بھی لازم ہے کہ جمہور بعض قراءات کے تواتر کو ضرورت کے درجے میں بیان کرتے ہیں اور بعض قراءات ایسی ہیں کہ ان کے تواتر کو تو ایسے ماہر قراء ہی جانتے ہیں، جو قراءات کے علوم میں متخصص ہوں۔ کیونکہ عام لوگوں کو ان قراءات کا علم نہیں ہوتا پس پہلی قسم کی قراءات کا انکار بالاتفاق کفر ہے اور دوسری قسم کی قراءات کا انکار اس وقت کفر ہو گا جب کہ سن کر دلائل کے واضح ہو جانے اور صحت قائم ہونے کے بعد اپنے انکار پر ڈٹا رہے۔''

ہم یہ جان چکے ہیں کہ دین اسلام قراءات متواترہ میں طعن و تشنیع کو جائز نہیں سمجھتا، تو جب ہم قراءات متواترہ میں بعض لوگوں کو طعن کرتے دیکھتے ہیں تو ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے؟ کیا قراءات پر طعن کی صورت میں خاموشی جائز ہے؟ کیا ہمیں خوش اخلاقی کا مظاہر کرتے ہوئے ان ناقدین قراءات کی آراء و افکار کو قبول کر لینا چاہئے یا ہمیں قرآن کریم کے ایک ایک گوشے کی اپنی قوت، استطاعت، دلیل اور موجود اسباب و وسائل سے دفاع کرنا چاہئے؟

کیا کسی غیرت مند مسلمان کے لئے یہ طرزِ عمل صحیح ہے کہ وہ اپنے دین اور مقدس کتاب پر طعن کے باوجود خاموش رہے۔ ہرگز نہیں، کبھی بھی نہیں، قراءات پر طعن کی صورت میں خاموش رہنا کسی طور بھی صحیح نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ کتاب اللہ کا حتی الامکان دفاع کرے اور ادھر ادھر سے آنے والے نظریات کے سامنے نہ تو اپنی کوشش ترک کرے اور نہ ہی ان کے مقابلے میں سستی کا مظاہرہ کرے۔

بالفرض اگر ہم اس فرض کی ادائیگی کے لئے کھڑے نہیں ہوتے اور تمام قراءات میں کئے گئے طعن کو تسلیم کر لیتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم وہ قراءت کہاں سے لائیں گے کہ جس کے بارے میں تمام لوگوں کا یہ عقیدہ ہو کہ یہ وہ مقدس قراءت ہے، جو کہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

یہ بڑی ہی عجیب بات ہوگی کہ ہم ایسی چیز کو تسلیم کر لیں جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو کہ قراءات کے دفاع کے خلاف ہیں۔ یہ تمام امور بے حد افسوس ناک ہیں۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ کیا ہم اس سرکش اور تباہی مچانے والے ہجوم میں ضعیف اور مسکین بن کر خاموش ہو جائیں؟ ہرگز نہیں، ہم اللہ کی توفیق سے ان لوگوں سے جہاد اور مجادلہ کریں گے اور قرآن اور قراءات متواترہ محمدیہ کا اس وقت تک دفاع کریں گے جب تک کہ ہمارے اندر کوئی زندگی کی رمق یا سانس باقی ہے۔

یہ چند حسرت بھرے کلمات، ایک زخمی دل کی آواز ہیں۔ اس مضمون میں طوالت کی بجائے حتیٰ الامکان اختصار سے کام لیا ہے اور بعض ضروری امور کے بارے میں گفتگو حواشی میں درج کر دی ہے تاکہ طالب علم کے لئے اس موضوع سے استفادہ آسان رہے۔ جو میرا مقصود تھا، اگر میں نے اسے پورا کر دیا ہے تو یہ اللہ کے توفیق اور فضل سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور اگر یہ ایسا نہیں ہے تو یہ میری ذات کی کوتاہی ہے۔

عماد الاصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’کوئی بھی انسان جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو اگلے روز اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اگر یہ ایسے ہوتی تو زیادہ بہتر تھا اور اگر وہ یہ اضافہ بھی کر دیتا تو اچھا تھا اور عبرت کی بات ہے، کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کے جملہ معاملات میں نقص غالب ہے۔‘‘

آخر میں اپنی بات کا اختتام امام شاطبی رحمہ اللہ کے ان اشعار کے ساتھ کرتا ہوں:

’’میں اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اپنی ہتھیلیاں بلند کرتا ہوں اور قبولیت کی امید سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن کریم اور قراءات کی حفاظت فرمائیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ’’ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔‘‘ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے قرآن کو حجت بنائے اور اسے ہمارے خلاف حجت نہ بنائے۔ ہمارے اس عمل کو شرف قبولیت بخشے اور میری اس کاوش کو میرے لئے، میرے والدین، اساتذہ اور تمام استفادہ کرنے والوں کے لئے اس دن کے لئے ذخیرہ بنادے کہ جس دن مال اور اولاد بھی کام نہ آئیں گے، سوائے اس کے کہ کوئی اللہ کے ہاں قلب سلیم لے کر آئے۔‘‘

حوالہ جات

① ہر قاری نے اپنے شیوخ سے ایک یا ایک سے زائد قراءات کو سنا ہے اور یہ قراء ایک دوسرے کی قراءت کا انکار نہیں کرتے۔ ماسوا اس قراءت کے کہ جس میں راوی سے خطا کا امکان ہو یا اس قراءت کے نقل کرنے والے راوی کی صداقت میں شک ہو۔ یہ معاملہ اس وقت تک تھا جب تک کہ قراءات کی مختلف روایات کو جمع اور اکٹھا نہیں کیا گیا تھا، لیکن جب قراءات کی مختلف اَسانید اور طرق معروف ہوگئے۔ متواتر اور صحیح قراءات، شاذہ اور منکر قراءات علیحدہ ہوگئیں تو پھر اب ان میں سے کسی کے انکار یا اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے اور یہ بات ہر اس شخص پر واضح ہے کہ جو اَسانید کے علم، نقل و روایت کے فنون، اصولِ دین اور اصولِ فقہ سے اچھی طرح واقف ہو۔

② قراءات کے بارے میں مستشرقین کا نظریہ کیا ہے؟ اس کو گولڈزیہر نے اپنی کتاب 'المذاهب الإسلامية في تفسير القرآن' میں واضح کیا ہے۔ جس کا عربی ترجمہ جناب استاذ الشیخ علی حسن عبدالقادر نے کیا ہے۔ گولڈ زیہر لکھتا ہے: یہ مختلف قراءات مصحف عثمانی کے گرد گھومتی ہیں اور یہ وہ مصحف ہے جس پر حضرت عثمان بن عفان نے لوگوں کو جمع کیا تھا۔ حضرت عثمان کا ارادہ تھا کہ کلام اللہ کی حرکات اور اس کے مختلف استعمالات میں جو خطرہ پیدا ہوسکتا تھا اس کو دور کر دیا جائے، کیونکہ مسلمانوں نے قرآن کی قراءات میں بہت سستی کا مظاہرہ کیا تھا اور ان سب قراءات کو مسلمان برابری کا درجہ دیتے تھے۔ باوجودیکہ ان میں سے صرف چند ایک ایسی تھیں جن کو فرض کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف کی شکل میں نازل کیا تھا اور اس طرح کا کلام یعنی ایک کلمے اور حرف کے ساتھ لوحِ محفوظ میں بھی تھا اور اسی طرح مبارک فرشتہ جس قرآن کو لے کر نازل ہوا اس کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک حرکت اور ایک ہی لفظ پر مشتمل ہو اور اس موضوع پر گولڈ نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں مفصل بحث کی ہے۔ وہ کہتا ہے، ان قراءات کے وجود کا سب سے بڑا سبب عربی رسم الخط ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک کلمے کا ایک ہی رسم، حروف کے اوپر نیچے نقاط کے اعتبار سے مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ نحوی اعراب اور کلمے کی دوسری حرکات کے نہ ہونے کی وجہ سے عربی خط میں یہ بات ممکن ہے کہ کسی کلمہ کی مختلف حالتیں اس کے مختلف اعراب کے لحاظ سے بنا دی جائیں۔ کتابی رسم کی تکمیلات میں حرکات و اعراب کا یہ اختلاف ہی دراصل قراءات کے ظہور کا اصل سبب تھا، کیونکہ شروع میں قرآن کے نقاط اور اس کی حرکات نہیں تھیں۔ گولڈ زیہر، کوئی پہلا شخص نہیں ہے جس نے قرآن اور علمائے قراءات اسلام کے بارے میں یہ ہرزہ سرائی کی ہو، بلکہ یہ رائے ان سے پہلے بھی مستشرقین میں معروف رہی ہے اور قرآن اور اس کی قراءات کے بارے میں مستشرقین کی جتنی قیل وقال ہے اس کا مرکز ومحور یہی نکتہ ہے۔

③ یہ عربی رسم الخط معروف ہے اس رسم الخط کو حفاظ صحابہ کرام نے تمام صحابہ کی نگرانی میں لکھا ہے۔ اس رسم الخط کے محدود اور مفصل طرق کتبِ قراءات، خاص طور پر رسم القرآن کی کتابوں میں جمع کئے گئے ہیں۔

④ کتب تفسیر اور کتب حدیث مثلاً صحیح بخاری میں بعض صحابہ سے مصاحف عثمانیہ کے رسم کے خلاف جو قراءات منقول ہیں، ان میں سے جن روایات کی سند صحیح ہے، وہ قراءات درحقیقت اس آیت کی تفسیر میں ہیں اور ان کی بطورِ قرآن تلاوت جائز نہیں ہے، کیونکہ قرآن کے ثبوت میں اول شرط یہ ہے کہ وہ مصاحف کے رسم کے مطابق ہو۔ (یہ امر اسلام کے بدیہی امور میں سے ہے اور دین میں ضرورت کا درجہ رکھتا ہے۔)

⑤ گولڈ زیہر اور نولڈ کے کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور قراءات دونوں الگ الگ شے ہیں۔ قرآن وہ ہے جسے فرشتہ نے رسول ﷺ پر نازل کیا ہے۔ یہ ایک حرکت اور ایک ہی لفظ میں تھا، جبکہ قراءات سے مراد وہ وجوہات ہیں جن کا لکھے ہوئے رسم عثمانی میں احتمال موجود تھا، ہر قاری اپنی استطاعت اور رائے کے مطابق ان قراءات کو مختلف شکلیں دے دیتا تھا۔ مزید یہ کہ یہ قراءات اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں تھیں۔ دوسرے الفاظ میں قرآن کی کچھ قراءات اصلی اور کچھ فرعی ہیں۔ اصلی قراءات وہ ہیں جو اللہ کی طرف سے ایک ہی حرکت اور لفظ پر نازل ہوئیں اور فرعی قراءات، وہ احتمالی قراءات ہیں جن کا احتمال رسم عثمانی کے نقاط اور حرکات سے خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا تھا۔ نیز یہ کہ قراءات اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں۔

اس قسم کا قول متجددین میں سے ایک ایسے شخص کا بھی ہے جو اپنے آپ کو فکرِ اسلامی کا نمائندہ تصور کرتا ہے اس شخص کا کہنا ہے کہ قرآن کا متن ہم تک محفوظ طریقے سے پہنچا ہے، لیکن اس کی قراءات میں اختلاف ہے۔ گویا کہ اس کے نزدیک قرآن کا متن محفوظ ہے، جبکہ قراءات قرآن کے علاوہ کوئی غیر محفوظ چیز ہیں۔

قراءات کی ایسی تقسیم کی طرف سلف وخلف میں سے کوئی بھی عالم نہیں گیا اور اس قسم کی تقسیم کی ان کے پاس عقل ونقل سے کوئی سند یا دلیل بھی نہیں ہے۔ جس بات پر محققین علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ قراءت اگر تواتر سے ثابت ہوئی تو اس کو قبول کیا جائے گا اور ایسی قراءت قطعی طور پر قرآن شمار ہوں گی۔ اور اگر قراءت اخبارِ احادیث سے ثابت ہو، لیکن قراء کے درمیان وہ قراءت معروف ہو جائے یہاں تک کہ اسے تلقی بالقبول حاصل ہو تو ایسی قراءت کو بھی قبول کیا جائے گا اور قرآن شمار کیا جائے گا اور اگر قراءت اخبار آحاد کے طریقے سے نقل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو، لیکن وہ قراء میں معروف نہ ہو یا اسے تلقی بالقبول حاصل نہ ہو تو ایسی قراءت کو رد کر دیا جائے گا اور اس پر شذوذ کا حکم لگایا جائے گا اور اسے بطورِ قرآن نہیں پڑھا جائے گا۔

پس فکرِ اصلاحی کے نمائندے کا یہ دعویٰ کہ قرآن اور قراءات دو علیحدہ چیزیں ہیں، ایک محفوظ اور دوسری غیر محفوظ ہے، ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کی کوئی دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی علمائے قراءات میں سے کسی سے قراءات کی یہ تقسیم منقول ہے۔ (بلکہ علمائے قراءات کی تقسیم وہ ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے)

⑥ جیسا کہ حدیث شریف کی اسناد اور راوی ہیں، اسی طرح علم قراءات کی بھی اسناد اور راوی ہیں، لیکن یہ روایات اور اسانید ہمارے عہد میں اس طرح مشہور نہیں ہیں کہ جس طرح اَحادیث کی اسناد معروف ہیں اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ قراءات کی اسناد کو متخصّصین کی ایک جماعت جانتی ہے، اور دوسری طرف احادیث کا معاملہ بھی یہی ہے، لیکن واعظین، خطباء اور داعیین اکثر اوقات اپنے وعظ، تقریر یا خطبے میں ان اسناد یا ان کی صحت و ضعف کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، جس سے عام عوام الناس کو احادیث کی سند کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہتا ہے، جبکہ قراءات کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی منظوم کتاب حرز الامانی اور ابن الجزری رحمہ اللہ نے طیبة النشر میں متواتر قراءات کی اسانید اور طرق کے بغیر ان کو جمع کر دیا ہے۔ تا کہ ان کے یاد کرنے میں طلبہ کے لئے آسانی ہو اور ان کی تلاوت باعث عبادت ہو۔ پس شاطبیة، درة اور طیبة جیسی کتابوں سے بغیر اسانید کے بھی قراءات متواترہ کا حصول ممکن ہو گیا۔ لہٰذا قراء کی ایک بڑی جماعت ان اسانید قراءات سے ناواقف رہی جو کہ ابن الجزری رحمہ اللہ کی کتاب النشر وغیرہ میں موجود ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ قرآن میں اصل شرط متخصّصین شیوخ سے تلقی اور مصحف میں موجود قراءت پر عدمِ اعتماد ہے اور یہ شرط صرف علم قراءات میں ہے، جبکہ باقی علوم مثلاً حدیث وغیرہ میں تلقی عن الشیوخ کی شرط نہیں ہے۔ (بلکہ حدیث میں تلقی کی بجائے تحمل ہوتا ہے۔ تلقی اور تحمل میں بہت فرق ہے۔ تلقی میں الفاظ کی ادائیگی کے مختلف طریقے، تلفظ، لہجات، تجوید الفاظ وغیرہ شامل ہیں، جبکہ تحمل میں مجرد ایک شخص اپنے شیخ سے احادیث سن کر آگے بیان کر دیتا ہے۔) اور مقری، طالب علم کو قراءات بار بار سنا کر اس کے ذہن میں بٹھا تا اور اس کے لئے ان کی اسانید کی معرفت آسان بنا دیتا ہے اگر وہ طیبة کے طریق سے ہوں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ ابن الجزری رحمہ اللہ کے زمانے میں قراءات کی اسناد ختم ہو گئیں اس لیے کسی کے لئے بھی یہ جائز نہیں سمجھا کہ وہ 'طیبة' کے مصادر میں سے کسی مصدر مثلاً 'التیسیر' اور 'المنهج' میں سے کوئی ایسی قراءت پڑھے جو اپنی سند کے ساتھ النشر میں موجود نہ ہو۔

⑦ کتاب کے مؤلف عبدالواحد بن عاشر الاندلسی ہیں جو باعمل عالم، عابد، مختلف علوم میں ماہر، قراءات اور ان کی توجیہات سے واقف، تفسیر، رسم، ضبط، علم الکلام، اصول فقہ، فقہ، فرائض اور علومِ عربیہ وغیرہ کے عالم تھے۔ ان کی کئی کتابیں ہیں جن میں سے ایک کا نام 'الإعلان بتکمیل مورد الظمآن' ہے۔ ۳؍ذی الحجہ ۱۰۴۰ھ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوت ہوئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ [تنبیہ الخلاف علی الاعلان، ص۴۴۸]

⑧ اس کتاب کے مؤلف ابو القاسم بن فیرۃ بن خلف الشاطبی الاندلسی ہیں، جو کہ بہت بڑے امام، اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، ذہانت کا عجوبہ، قراءات کے بہت بڑے عالم، حدیث کے حافظ، عربیت میں گہری بصیرت رکھنے والے، لغت کے امام، ادب کے شہسوار، ولایت، زھد و تقویٰ کی نشانی اور سنت پر کاربند رہنے والے تھے۔ ان کے حافظے سے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مؤطا امام مالک کے نسخوں کی تصحیح کروائی جاتی تھی۔ ان کے معاصر علماء نے ان کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا ہے اور ان کے بارے میں عجیب عجیب حقائق بیان کئے ہیں۔ یہاں تک امام ابو شامہ المقدسی نے ان کی تعریف میں اشعار کہتے ہوئے لکھا ہے:

''میں نے علماء کی ایک جماعت کو دیکھا ہے کہ وہ مصر کے شیخ امام شاطبی ① کے دیدار سے کامیابی کی منازل طے کرنے لگے اور تمام معاصر علماء ان کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ آیت قرآنی کی تعظیم کرتے تھے۔ ۲۸ رجمادی الاخری ۵۳۰ھ میں وفات پائی۔'' [غایۃ النہیات از ابن جزری: ۲۰/۲، ھدایۃ القاری از عبدالفتاح المرصفی: ص۱۰۷]

⑨ فکر اصلاحی کے علمبردار جاوید احمد غامدی مراد ہیں، اللہ ان کو ہدایت دے۔

⑩ دکتور طٰہٰ حسین مصری مراد ہے۔ ان کی اس موضوع پر ایک کتاب 'الأدب الجاھلی' کے نام سے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ